

خواجہ حیدر علی آتش

(۱۸۴۶ء-۱۷۷۸ء)

آتش مصحفی کے شاگرد تھے مگر اپنے استاد کے برعکس کم گو، سنجیدہ، اور حلم کا پیکر تھے۔ اس عہد کی روایات کے برعکس وہ اس عہد کے لکھنؤ کی تصنع سے پُر زندگی اور تکلف سے مامور شاعری خصوصاً ہجو اور قصیدے سے دور رہے لیکن نفاست، لطافت و نزاکت شعری کے محاسن ان کے یہاں بہ خوبی موجود ہیں۔ آتش ان شعراء میں سے ایک ہیں جنہوں نے تکلفات و تصنعات کو اپنی زندگی سے دور رکھا اور اسی سبب سے ان کی شاعری بھی ان کمزوریوں سے گراں بار نہ ہوئی۔ ان کے کلام میں سطحیت نہیں ہے۔ روانی اور موسیقیت ان کے کلام کی نمایاں خوبی ہے۔ محاورات کے بر محل استعمال نے مرصع سازی کا کام کیا ہے۔ بندش کی چستی، الفاظ کی حلاوت اور مضمون کی بلندی نے آتش کے کلام کو بہت وقیع بنا دیا ہے۔

آتش نے دبستان لکھنؤ کی مشکل روایات کو ترک کر کے شاعری کو سہل، رواں اور شستہ بنا دیا مگر نازک خیالی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس عہد کی روایت کے برعکس آتش نے دربار سے رشتہ جوڑنے کے بجائے عوام سے تعلق خاطر قائم کیا اور شاعری کی رگوں میں تازہ خون داخل کرتے رہے۔ ان کی شاعری محسوسات لطیف سے عبارت ہے۔ ان کی غزلوں میں ایک کسک اور میٹھا میٹھا درد بھی ہے تو آپہں بھرنے اور نالہ کرنے کے بجائے قرب یار کی تصور سے سرشاری بھی، اس لیے ان کے یہاں ہجر سے زیادہ وصال کا منظر ہے اور مستی کی ایک لہر بھی۔

ان کی شاعری امید اور حوصلے کی شاعری ہے، حوصلہ ان کے درویشانہ مزاج نے بیدار رکھا ہے۔ ان کے یہاں موت غم و الم کا لمحہ نہیں، زندگی کی اصل حقیقت ہے کیوں کہ انسان عالم خواب میں ہیں جب مریں گے تو بیدار ہوں گے۔ موت ان کے لیے نشاط کی علامت ہے۔ لکھنوی شاعری میں صوفیانہ اور اخلاقی مضامین نہ ہونے کے برابر تھے مگر آتش کی شاعری نے اس معاملے میں لکھنؤ کی آبرورکھ لی۔

ان کے مضامین میں شوخی، برجستگی اور رندی کی جھلک نمایاں ہے۔ بقول عبدالسلام ندوی:

”اردو میں رندانہ مضامین میں خواجہ حافظ کے جوش اور ان کی سرمستی کا اظہار صرف خواجہ آتش

کی زبان سے ہوا ہے۔“

خارجی مضامین بکثرت ہیں لیکن طرز ادا سے انھیں دل چسپ اور پُر لطف بنا دیتے ہیں۔ دو دیوان غزلوں کے ہیں۔

غزل

آتش

خوف (سو) وحشت دل نے کیا ہے وہ پیاباں پیدا

سیکڑوں کوس نہیں صورتِ انساں پیدا (سو)

انسانیت ایک شرف اور غنا
(سو) دل کے آئینے میں کڑ جوہر پیناں پیدا
دروازہ در و دیوار سے ہو صورتِ جاناں پیدا (سو)

(سو) خوف نا فہمی مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورتِ انساں پیدا (سو)
گرہا

ایک گل ایسا نہیں، ہو نہ خزاں جس کی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستاں پیدا

موجد اس کی ہے، سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجراں پیدا